۱۳

سچے رہنما

امام حسن عسکری علیہ السلام

مُرتّب

کاظم علی گجراتی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی، پاکستان۔ پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام	امام حسن عسکریؑ
مُرتّب	رضا رضوانی
کاتب	اشرف راحت
مُصوّر	محمدؐ ہارون
مطبع	پرائما پرنٹرز کراچی

طبعِ دُوُم

۱۴۱۷ھ
سنہ
۱۹۹۷ء

وضاحت:

اِس کتاب میں دی گئی تمام تصویریں فرضی ہیں۔ اِن تصویروں کو چھاپنے کا واحد مقصد بچّوں میں دینی کتابوں کو پڑھنے کا شوق پیدا کرنا ہے۔

نام	حضرت حسنؑ
والد کا نام	امام علی نقیؑ
والدہ کا نام	بی بی سلیل
کُنیت	ابو محمدؑ
تاریخِ ولادت	۸ ربیع الثانی ۲۳۲ھ (۸۴۶ء)
جائے ولادت	مدینہ مُنوّرہ
تاریخِ شہادت	۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ (۸۷۴ء)
جائے شہادت	سامراء
جائے دفن	سامراء — عراق
مدّتِ عُمر	۲۸ سال

یاد آئے ہوں گے۔ جو اس سے پہلے کے خلیفاؤں نے آپ کے خاندان پر کیے تھے۔ خاص کر میدان کربلا کا نقشہ تو ضرور ہی آپ کی نظروں میں پھر گیا ہوگا۔ کبھی یزید کے اَن گِنَت لشکر کے سامنے امام حسینؑ کو خطبہ دیتے دیکھا ہوگا اور کبھی دشمنوں کو اہلبیتؑ کے خیموں پر ہلّہ بولتے دیکھ رہے ہوں گے۔

سامرا آنے کے بعد مُتوکّل نے امام ہادیؑ کو چین نہیں لینے دیا۔ کئی بار آپ کے گھر کی اس لیے تلاشی لی گئی کہ وہاں خلیفہ سے لڑنے کے لیے ہتھیار رکھے گئے ہیں۔ کبھی امامؑ کو کہا گیا کہ وہ شراب پئیں اور کبھی شعر سنانے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ کبھی آپ کے راستے میں شیر چیتے چھوڑے گئے۔ اس طرح خلیفہ متوکّل بار بار امام ہادیؑ کی بے ادبی کرتا تھا۔ جب امام عسکریؑ اپنے والد کی مجبوریاں دیکھتے ہوں گے، تو کیا ان کو اس پر رنج نہ ہوتا ہوگا؟

اسی طرح دن پر دن گزرتا چلا گیا، یہاں تک کہ ۲۴۷ھ میں ظالم متوکّل کو تُرک فوجیوں نے قتل کر دیا اور اس کی جگہ مُنتَصِر خلیفہ بن گیا۔ اس وقت تک امام عسکریؑ پندرہ سال کے جوان ہو چکے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ اسلام اور اس کے سچّے رہنماؤں کے جانی دشمن متوکّل کے قتل ہو جانے پر آپ کو کچھ نہ کچھ چین ضرور آیا ہوگا۔

پھر چند ہی مہینوں کے بعد منتصر بھی تُرکوں کے ہاتھوں مارا گیا اور ۲۴۸ھ میں مُستَعِین کو خلیفہ بنا دیا گیا۔ وہ بھی اپنے بڑوں کی طرح اہلبیتؑ کا بَیری تھا۔ اس نے کئی علوی بہادروں کو قتل کرا دیا، جو اس ظالم حکومت سے ٹکرائے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد ترکوں نے اسے بھی قتل کر دیا اور ۲۵۱ھ میں مُعتَز کو خلیفہ بنا دیا۔ اس وقت امامؑ کی عُمر اُنیس سال تھی۔ تب آپ نے دیکھا کہ ترکوں کی تلواریں ان ظالم خلیفاؤں کا خُون چاٹ رہی تھیں۔ اس پر آپ نے دل ہی دل میں یہ ضرور کہا ہوگا: یہ ہے اس ظلم کا بدلہ، جو یہ اہلبیتؑ پر کرتے رہے اور اللہ تو بڑا سخت بدلہ لینے والا ہے۔

ہوتے ہوتے وہ وقت آگیا جب خلیفہ مُعتَز نے امام ہادیؑ کو زہر دلوا کر شہید کر دیا۔ اس وقت امام عسکریؑ اپنے والد کے غم میں ننگے سر اور پھٹے گریبان کے ساتھ لوگوں میں آئے۔ کسی نے کہا: کیوں انہوں نے گریبان پھاڑا ہے؟ امام عسکریؑ نے جواب میں فرمایا: اے ناسمجھ! تو نے نہیں سُنا کہ حضرت مُوسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کی وفات پر اپنا گریبان پھاڑا تھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو اپنے گھر کے دالان میں دفن کر دیا۔

علی بن عمر نوفلی کہتے ہیں کہ میں امام ابوالحسن علی نقی ہادیؑ کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں آپ کا بیٹا محمد گھر کے آنگن میں آگیا۔ اس وقت میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ کے بعد یہ امام ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! میرے بعد حسن عسکریؑ تمہارا امام ہوگا۔ بعد میں ایسا ہی ہوا اور امام ہادیؑ نے آخری وقت میں اپنے بیٹے حسن عسکریؑ کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے ساتھ ہی خدا کا دیا ہوا علم اور حضرت رسولؐ کی چیزیں ان کے حوالے کر دیں۔ اس طرح ۲۵۴ھ میں امام عسکریؑ مسلمانوں کے گیارھویں امام بنے۔ ان دنوں آپ کی عمر بائیس سال کے قریب تھی۔

امام عسکریؑ گیارہ سال مدینہ میں اور گیارہ سال سامرّہ میں اپنے والد کے ساتھ رہے۔ یوں بائیس سال تک آپ امام ہادیؑ سے برکت حاصل کرتے رہے۔ اس عرصے میں آپ نے یہ بھی دیکھا کہ عبّاسی خلیفے آپ کے والد سے برابر بے ادبی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی علویوں کو قید اور قتل کرتے ہیں۔ یہی نہیں وہ اہلبیتؑ سے محبّت کرنے والوں کو بھی مُعاف نہیں کرتے۔ امام عسکریؑ یہ سب کچھ دیکھ دیکھ کر رنج اُٹھاتے رہے تھے۔ اب جو ان کی امامت کا زمانہ آیا تو انہیں بھی ایسے ہی ظالم

خلیفاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے باپ دادا کی طرح آپ نے بھی خدا کے دین کو بچانے کے لیے ہر سختی جھیلی اور حق کے راستے پر جمے رہے۔

آپ یہ ضرور سوچ رہے ہوں گے کہ وہ خلیفے کیوں امام عسکریؑ اور پہلے اماموںؑ کے دشمن تھے؟ بات یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے اپنے وقت کے مسلمانوں سے صاف صاف فرما دیا: میں نبیوں کا سردار ہوں اور علیؑ خلیفاؤں کا سردار ہے۔ ہاں میرے بعد بارہ خلیفے ہیں، ان میں پہلے علیؑ اور آخری مہدیؑ ہیں۔ ان کے بعد مہدیؑ تک سب امام انہی کی اولاد میں ہوں گے۔

پھر ہوا یہ کہ حضرت رسولؐ کے بعد دوسرے ہی لوگ خلیفہ بنتے بناتے چلے گئے۔ پھر بھی ان میں سے ہرایک کو اچھی طرح معلوم تھا کہ امام علیؑ اور ان کی اولاد میں ہونے والے امام ہی مسلمانوں کے سچّے رہنما ہیں۔ اس لیے ہر خلیفہ اپنے وقت کے امام کا دشمن ہو جاتا اور ان سے چھُٹکارا پانے کی فکر میں رہتا تھا۔

امام عسکریؑ کے زمانے میں اسلام دنیا کے دُور دراز علاقوں میں پھیل چکا تھا۔ دوسرے مذہبوں کے بڑے بڑے عالم بھی مسلمان ہو رہے تھے۔ اس طرح دین کا عِلم پھیلانے کے لیے ایک نیا میدان تیار ہو گیا تھا۔

ایسے نئے مسلمان چاہتے تھے کہ انہیں وہ رہنما ملے جو حضرت رسولؐ کے علم کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہو۔ تاکہ ان کو وہ سب باتیں معلوم ہو سکیں، جو بعض لوگوں نے چھپا دی تھیں۔ اس وقت امام عسکریؑ ہی وہ سچّے رہنما تھے جو لوگوں کو اصلی اسلام کی پہچان کرا سکتے تھے۔ وہی تھے جو علم، عبادت، سخاوت، بہادری، بزرگی اور نیکی میں سب سے آگے تھے۔ آپ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کر رہے تھے۔ ہر ہر علاقے کے لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور علم کی باتیں سیکھتے تھے۔

خلیفہ مُعتزّ جو امام ہادیؑ کو زہر دلوا چکا تھا۔ جب اس نے امام عسکریؑ کو مسلمانوں کے دلوں میں گھر کرتے دیکھا تو اس کو کپکپی لگ گئی۔ تب وہ آپ کو بھی ختم کر دینے کی سوچنے لگا۔ اس نے پہرے دار سعید سے کہا: تم ایک قافلہ لے کر کوفہ جاؤ، جس میں امام عسکریؑ بھی ہوں۔ پھر راستے میں ان کو یوں مار ڈالنا کہ کسی کو کچھ پتا نہ چلے۔ جب عام مسلمانوں کو خلیفہ کی اس چور چال کی خبر لگی تو وہ بے چین ہو گئے۔ اس پر امام عسکریؑ نے ان کے لیے ایک پرچے میں لکھ بھیجا: خدا نے چاہا تو تم لوگوں کا یہ غم بہت جلدی دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد ابھی تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ ترکوں نے خلیفہ مُعتزّ

کو کاٹ ڈالا۔ یوں امام عسکریؑ تو زندہ سلامت رہے اور ان کو مارنے والا خود ہی مر گیا۔

جب مُعتزّ مارا گیا تو اس کی جگہ مُہتدِی کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہ دایاں دکھا کر بایاں مارنے والا آدمی تھا۔ ایک طرف شراب اور ناچ گانے کو بند کرا رہا تھا، جن غریبوں کا حق مارا گیا تھا وہ ان کو دلا رہا تھا، دوسری طرف امام عسکریؑ کو قید میں ڈال کر قتل کرنے کی کوشش میں تھا۔ اس کے ساتھ ہی علویوں کے گلے کٹوا رہا تھا۔ امام عسکریؑ کو قتل کرنے کی نیّت رکھنا کون سے اسلام میں جائز ہے؟ علویوں کی گردنیں مارنا کہاں کا اسلام ہے؟

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس ظالم خلیفہ ـــــ مُہتدی نے کس طرح امام عسکریؑ کو قید کی سختیوں میں ڈالا تھا۔ جب پہلی بار اس نے آپ کو قید کیا تو صالح بن وصیف کی جیل میں بھیجا جس نے آپ پر دو بے رحم آدمیوں کو لگا دیا۔ تاکہ وہ آپ کو بہت سے بہت تکلیف دیں۔ پر ہوا یہ کہ امامؑ کی نیکی اور عبادت کو دیکھ کر وہ دونوں بھی ـــــ نماز روزے میں لگ گئے۔ اس پر صالح نے ان کو بلایا اور کہا: تمہارا ستیا ناس ہو! تم دونوں امام عسکریؑ کے ساتھ نرمی کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم کیا کریں کہ وہ دن

روزے ہیں اور رات عبادت میں بسر کر دیتے ہیں۔ اس کے سوا نہ وہ کچھ کہتے ہیں نہ کرتے ہیں۔ جب وہ ہم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارا دل ڈرتا ہے اور بدن کانپ جاتا ہے۔ ان کا جواب سن کر وہ چپ ہو گیا۔

جب مُہتدی کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے امام عسکریؑ کو وہاں سے "نحریر" کے قید خانے میں بھیج دیا۔ اس نے آپ پر ایسی ایسی سختیاں کیں کہ ایک دن خود اس کی بیوی ہی بول اُٹھی: کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری قید میں یہ کون شخص ہے؟ اس نے امامؑ کی نیکی اور عبادت کا ذکر کیا۔ پھر کہنے لگی: خدا سے ڈرو اور ان پر سختیاں نہ کرو۔

اس پر "نحریر" چیخا: خدا کی قسم! میں امامؑ کو شیروں کے جنگلے میں ڈال کر رہوں گا۔ بعد میں مُہتدی کے اشارے پر اس نے آپ کو شیروں کے جنگلے میں ڈال ہی دیا۔ اس کا خیال تھا کہ شیر آپ کو پھاڑ کھائیں گے۔ پر جب وہ وہاں آیا تو حیران رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ امام عسکریؑ تو نماز میں ہیں اور شیر آپ کے چوگرد گھوم رہے ہیں۔ امامؑ کی یہ شان دیکھ کر نحریر نے ان کو اسی وقت آزاد کر دیا۔ پھر بھی یہ کوئی ایسی نرالی بات نہیں ہوئی تھی۔ کیوں؟ اس لیے کہ خلیفہ مُتوکّل نے بھی آپ کے والد

امام ہادیؑ کے راستے میں شیر چیتے چھوڑ دیے تھے۔ تب وہ بھی ان میں سے زندہ سلامت ہی نکلے تھے۔

اِدھر نحریر نے امام عسکریؑ کو رِہا کیا، اُدھر مُہتدی نے آپ کو پھر سے قید میں ڈال دیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ پورے ایک سال سے برسات نہ ہوئی تھی۔ سامرا کے لوگ تین دن شہر سے نکل کر نماز پڑھتے اور دعا مانگتے رہے۔ پر نہ بادل آئے اور نہ رِم جھم رِم جھم مینہ برسا۔ اس سے عام مسلمانوں کے دل کچھ بُجھ سے گئے۔ چوتھے دن ایک عیسائی پادری اپنے پیروؤں کو لے کر شہر سے نکلا۔ جونہی اس نے دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے، مُوسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ اس سے اگلے دن بھی وہ شہر سے نکلا — اور پہلے دن کی طرح مینہ آ گیا اور وہ جھڑی لگی کہ جَل تھَل ہو گئے۔

پادری کا یہ نرالا کام دیکھ کر بہت سے مسلمان اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہونے کی سوچنے لگے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر خلیفہ مُہتدی بہت گھبرایا۔ اب تو اسے امام عسکریؑ کو قید خانے سے باہر لانا ہی پڑا۔ تب اس نے امامؑ سے کہا: "اپنے نانا کی اُمّت کی خبر لیجیے کہ وہ بھٹکی جا رہی ہے۔"

امامؑ نے فرمایا: اس پادری سے کہو کہ کل وہ

اپنے لوگوں سمیت ہمارے ساتھ میدان میں چلے۔ مُہتَدِی بولا: اتنا مینہ پڑ چکا ہے کہ اب کوئی اس کا نام بھی نہ لے گا۔ اس لیے شہر سے باہر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امام عسکریؑ نے فرمایا: ہم اس لیے جا رہے ہیں کہ لوگوں کا شک دُور کریں۔ یہ سُن کر خلیفہ مُہتدی نے حکم دے دیا کہ کل سب لوگ شہر سے باہر چلیں۔ پھر امامؑ ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ میدان میں پہنچے۔ اُدھر سے وہ پادری بھی اپنے لوگوں کو لے کر وہاں آگیا۔

جب اس پادری نے دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے تو جھٹ مینہ برسنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی امامؑ کی آواز گونجی: آگے بڑھو اور اس پادری کا ہاتھ پکڑ کر وہ چیز نکال لو' جو اس کی انگلیوں میں ہے۔ تب پادری کی انگلیوں میں سے ایک ہڈی نکلی' جو امامؑ نے اس سے لے لی۔ خلیفہ نے پوچھا: یہ ہڈی کہاں سے آئی ہے؟ امامؑ نے جواب دیا: یہ کسی نبی کی ہڈی ہے' جو اس پادری نے ان کی قبر سے نکال لی ہے۔ نبی کے جسم کی ہڈی میں یہ اثر ہوتا ہے کہ جب اس کو سامنے لایا جائے تو مینہ برسنے لگتا ہے۔ تب امامؑ نے پادری سے کہا: اب ذرا بارش کی دُعا تو کرو—— جب اس نے دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے تو بادل چھٹ گئے اور دھوپ نکل آئی۔ پھر امامؑ نے وہ ہڈی باہر نکالی تو اسی

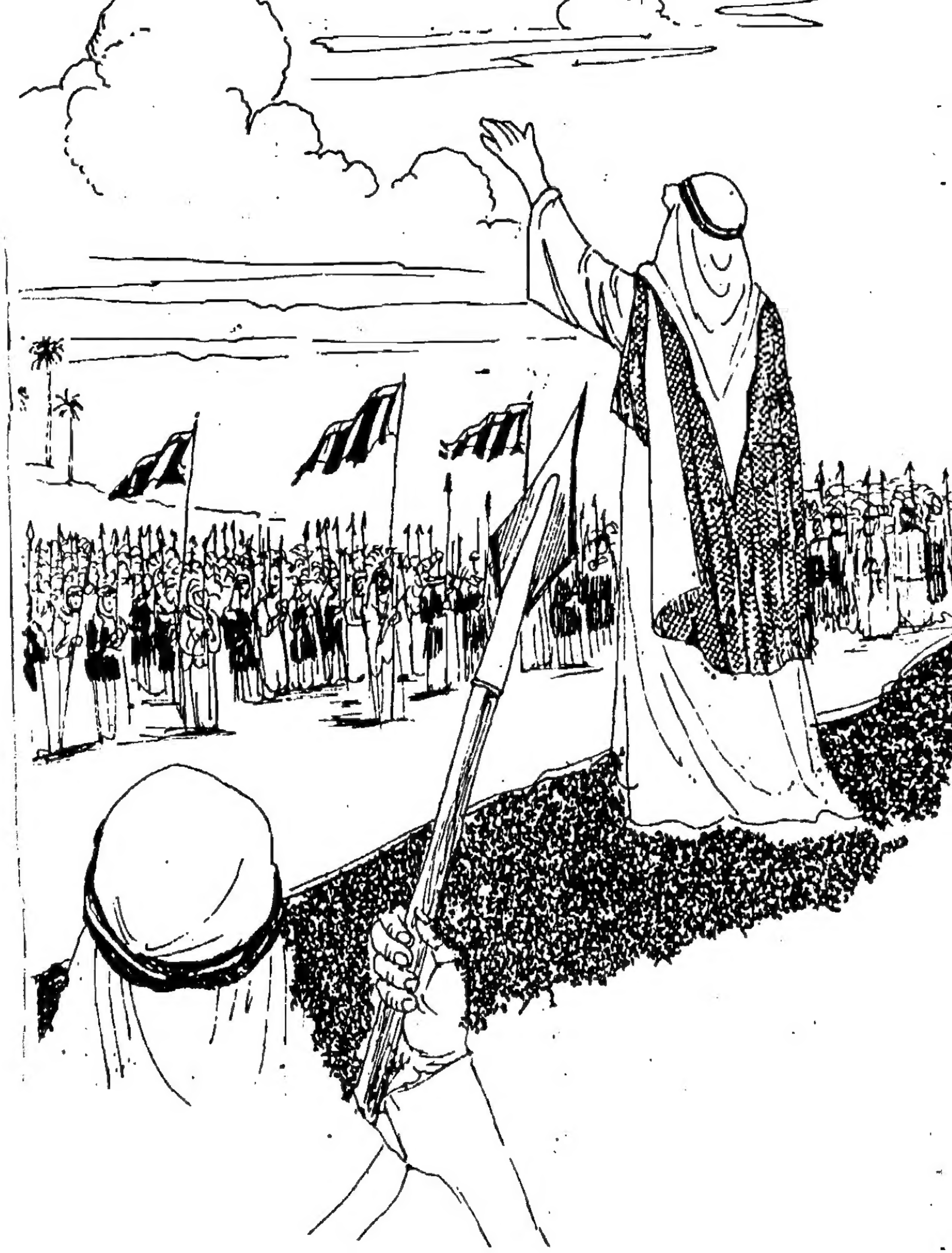

وقت مینہ آگیا۔ یہ دیکھ کر خلیفہ مُہتَدِی اور سبھی لوگ امامؑ کی تعریفیں کرنے لگے۔ یوں اس پادری کی چالاکی ظاہر ہوئی اور ہزاروں مسلمانوں کا ایمان بچ گیا کہ جو عیسائی ہو چلے تھے۔

امام عسکریؑ کے زمانے میں ایک مسلمان عالم یعقوب بن اسحاق کِندی نے لوگوں سے کہا: قرآن کی آیتیں ایک دوسری سے میل نہیں کھاتیں۔ ایک آیت میں جو بات کہی جاتی ہے، کوئی دوسری آیت اس بات کو کاٹ دیتی ہے۔ پھر اس نے ایک کتاب بھی لکھنا شروع کر دی، جس میں وہ اپنے خیال سے ایسی اَنمِل آیتیں اکٹھی کرنے لگ گیا۔ انہی دنوں اس کا ایک شاگرد امام عسکریؑ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تمہارا اُستاد یعقوب کِندی، قرآن کے خلاف ایک کتاب لکھ رہا ہے۔ تم اس کو ایسے غلط کام سے روکتے کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا: ہم تو ان کے شاگرد ہیں، پھر ان کو کسی کام پر کیسے ٹوک سکتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: اچھا— تو جو کچھ میں کہوں، وہ تم اس تک پہنچا سکتے ہو؟ وہ بولا: کیوں نہیں! ضرور پہنچاؤں گا۔

اب امام عسکریؑ نے یوں کہنا شروع کیا: تم اپنے اُستاد کے پاس جاؤ اور وہ جو کام کر رہا ہے، اس میں اس کا ہاتھ بٹاؤ۔ پھر کہو کہ کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ جب وہ ہاں کہہ دے تو اس پر یہ سوال کر دینا:

اگر قرآن کا بھیجنے والا یہاں آجائے تو کیا وہ اس کے ایسے معنیٰ لے سکتا ہے جو آپ کے معنوں سے الگ ہوں؟ اس پر یعقوب کہے گا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے! تب تم اس سے یہ کہنا: پھر آپ کس طرح یہ بھروسہ رکھتے ہیں کہ قرآن کے جو معنیٰ آپ نے سمجھے، اس کے اصل معنیٰ وہی ہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ قرآن کے جو معنیٰ آپ لیتے ہیں، اس کا بھیجنے والا وہ معنیٰ نہ لیتا ہو۔

پھر وہ شاگرد اپنے اُستاد، کِندی کے پاس گیا اور وہاں جاکر اس نے وہی کچھ کیا، جو امام عسکریؑ نے فرمایا تھا۔ جب اس نے سوال کیا تو یعقوب نے کہا: تم اپنا سوال دُہراؤ! بات یہ تھی کہ وہ اپنے شاگرد کا سوال سن کر سوچ میں پڑ گیا تھا۔ سوچتے سوچتے اسے خیال آیا کہ قرآن کے جو معنیٰ میں لیتا ہوں ہو سکتا ہے وہ اس کے اصل معنیٰ نہ ہوں۔ اب یعقوب اپنے شاگرد سے کہنے لگا: سچ سچ بتاؤ کہ تم نے یہ سوال کہاں سے لیا ہے؟ شاگرد بولا: بس یونہی میرے دل میں آیا اور میں نے آپ سے پوچھ لیا۔

یعقوب نے کہا: نہیں، نہیں! تمہاری طرح کے لوگ ایسا سوال نہیں کر سکتے۔ ٹھیک سے بتاؤ کہ تمہیں یہ سوال کہاں سے ملا ہے۔ اب شاگرد نے کہا: مجھے یہ سوال

امام عسکریؑ سے ملا ہے۔ تب یعقوب بول اٹھا: ہاں! یہ ہوئی نا سچّی بات! ایسا سوال حضرت رسولؐ کے اہلِ بیتؑ کے سِوا اور کون کر سکتا ہے۔ پھر اس نے اپنے لکھے ہوئے سارے ورق اکٹھے کیے اور ان کو آگ میں جلا دیا۔

اس طرح امام عسکریؑ نے ایک طرف عیسائی پادری کی چالاکی کو ظاہر کر کے اسلام کو بچایا ــــ دوسری طرف یعقوب کِندی کی اُلٹی سوچ کا راستا روک کر قرآن کو بھی بچا لیا۔ سو باتوں کی ایک بات کہ جب بھی اسلام پہ کوئی وقت پڑا ــــ اس کو انہی سچّے رہنماؤں نے بچایا ہے۔ اس وقت امام ابو محمدؑ کے سِوا اسلام اور قرآن کو بچانے کوئی اَور آگے نہیں آیا تھا۔ ہاں یہ اسی کا کام تھا جو اپنے قول میں بولتا قرآن اور ــــ اپنے عمل میں جیتا جاگتا 'اسلام' تھا۔ کون؟ ــــ امام عسکریؑ!

امام عسکریؑ نے قرآن مجید کی تفسیر[1] بھی کی تھی۔ وہ ساری کی ساری تو نہیں ملتی پر اس میں سے بہت کچھ ہماری کتابوں میں آ گئی ہے۔ اسی طرح آپ کے

[1] تفسیر کے معنیٰ ہیں کسی بات کو کھول کھول کر بیان کرنا' اب خاص کر قرآن ہی کے معنیٰ اور مطلب کو تفسیر کہا جاتا ہے۔

خُطبے (تقریریں) اور سوالوں کے جواب بھی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو کل کی طرح آج بھی علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

امام عسکریؑ نے فرمایا کہ عام لوگوں کو کسی ایسے عالم کی تقلید کرنی چاہیے' جو اپنے دین میں پکّا' گناہوں سے بچنے والا اور خُدا و رسولؐ کے حکم پر چلنے والا ہو۔ تقلید کے معنی ہیں کسی کے پیچھے پیچھے چلنا' جیسے ایک شاگرد اپنے اُستاد کے کہنے پر یا ایک بے عِلم یا تھوڑے عِلم والا کسی عالِم کے کہنے پر چلتا ہے۔ تقلید کرنے سے اسلام کی راہ پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم سب پر امام عسکریؑ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں یہ طریقہ بتایا۔ آپ کے حکم سے تقلید کرنا ہم پر واجب ہو گیا ہے۔ اب جو مسلمان کسی سب سے بڑے اور سب سے نیک عالِم کی تقلید نہیں کرتا' اس کا کوئی عَمَل قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی امام عسکریؑ نے بہت سے نیک عالموں کو اپنا نائب[1] بنایا' تاکہ لوگ ان کی تقلید کیا کریں۔ وہ عام لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے تھے۔

[1] نائب وہ ہے جو کسی کی طرف سے کوئی کام کرے۔

جس بات کا ان کو پتا نہ ہوتا، وہ امام عسکریؑ سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ وہ اپنے لوگوں سے خُمس[1] اور زکات[2] لے کر اسے امام پاکؑ کی اجازت سے خرچ کرتے تھے۔ جس سے غریب سیّدوں اور بے مال لوگوں کا گزارا چلتا تھا۔

امام عسکریؑ نے اپنے جو بہت سے نائب بنائے، ان میں علی بن حسین قُمی بھی تھے۔ آپ نے ان کو لکھا: اے علی بن حسین! تم ہمارے دوستداروں کو دین کا راستا بتانے والے ہو۔ خدا تم کو وہ کام کرنے کی ہمّت دے جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ میری دُعا ہے خدا تم کو نیک اولاد عطا کرے۔ ہاں! میں تم کو خدا سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ تم نماز پڑھو اور زکات دیتے رہو۔ یاد رکھو کہ جو زکات نہیں دیتا، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

امام عسکریؑ ــــ قید اور آزادی ہر حال میں خدا کے دین اور حضرت رسولؐ کی شریعت کو لوگوں تک پہنچانے میں

---

[1] جنگ میں کافروں سے چھینے ہوئے مال یا سال بھر کی بچت کا پانچواں حصّہ کہ سو میں بیس روپے ہوتا ہے۔

[2] سال بھر کی بچت کا چالیسواں حصّہ، جو سو میں دو روپے پچاس پیسے ہوتا ہے۔

لگے رہتے تھے۔ انھی دنوں خلیفہ مُہتدی نے ان تُرک غلاموں کا صفایا کر دینا چاہا، جو اس سے پہلے کئی خلیفاؤں کو قتل کر چکے تھے۔ جب وہ ترکوں کے پیچھے پڑ گیا تو اہلبیتؑ کا دَم بھرنے والے مسلمان اس کی سختی سے چھوٹ گئے۔ تب ان میں سے ایک شخص نے امامؑ کو لکھا: خدا کا شکر ہے کہ آجکل ہم مُہتدی کے ظلم سے بچے ہوئے ہیں۔ پر میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ وہ آپ کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں علویوں کو سرے سے مِٹا ہی ڈالوں گا۔ امام عسکریؑ نے اپنے اس چاہنے والے کو یہ جواب دیا: اب مُہتدی کے دن گِنے جا چکے ہیں اور وہ پانچ ہی دنوں میں مارا جائے گا۔ پھر یہی ہوا اور ترکوں نے اس کو اپنی تلواروں پر رکھ لیا۔ اس کے یوں مارے جانے سے امامؑ بھی قید سے چھُوٹ گئے۔

مُہتدی کے بعد ۲۵۶ھ میں مُعتمد کو خلیفہ بنایا گیا۔ وہ بس کھانے پینے اور گانے بجانے کا رسیا تھا۔ اس لیے حکومت کا کام اس کے بھائی، مُوَفّق اور پھر مُعتضد کے ہاتھوں میں رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مُعتمد بس نام نام کا خلیفہ تھا۔ پر امام عسکریؑ کو اس نے بھی قید ہی میں رکھا۔

جس طرح پہلے اماموں نے اپنے وقت کے ظالم حکمرانوں کا ساتھ نہیں دیا۔ اسی طرح امام عسکریؑ نے بھی اپنے زمانے کے حاکموں سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ آپ عام مسلمانوں کو قرآن، حدیث اور عقل کی باتیں بتاتے تھے۔ جن کو سُن کر وہ جھوٹے حاکموں سے نفرت کرنے لگ جاتے تھے۔ یہی وہ چیز تھی، جس سے خلیفاؤں کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آتی تھی۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ امامؑ کو لوگوں سے دُور رکھیں۔ اسی واسطے وہ آپ کو قید کر دیتے یا آپ کے گھر پر پہرہ بٹھا دیتے تھے۔ پھر بھی وہ امامؑ کا راستا نہ روک سکے اور آپ اصلی اسلام کو آگے ہی آگے بڑھاتے رہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ خدا کے بھیجے ہوئے سچّے رہنما تھے۔

ایک بار خلیفہ مُعتمد نے امام عسکریؑ کے ساتھ ان کے بھائی جعفر کو بھی قید کر دیا۔ وہ قید خانے کے افسر علی بن حزیں سے امامؑ کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ اسی طرح ایک روز جو اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا:

امامؑ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات خُدا کی بندگی میں گزار دیتے ہیں۔ یہ سُن کر مُعتمد نے کہا: تم ابھی جاکر ان کو میرا سلام پہنچاؤ، پھر کہو کہ آپ اسی وقت قیدخانہ چھوڑ کر اپنے گھر چلے جائیں۔ علی بن حزیں کہتا ہے کہ میں وہاں

گیا تو قید خانے کے دروازے پر سواری کھڑی دیکھی، اندر گیا تو امام عسکریؑ کو تیار ہوکر بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ان کو خلیفہ کا سلام اور پیغام دیا تو آپ اُٹھ کر سوار ہو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ دروازے پر ٹھہرے کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: میرے سیّد و سردار! اب آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: اس لیے کہ جعفر بھی آجائے تو چلیں۔ میں نے کہا: مُعتمد نے مجھے صِرف آپ کو رہا کرنے کا حکم دیا ہے، جعفر کا نہیں۔ امامؑ بولے: تم جاکے کہو کہ ہم دونوں ایک ہی گھر سے آئے تھے اور اب وہ میرے ساتھ نہ گیا تو سوچ لو کہ کیا ہوگا؟ مُعتمد نے کہلا بھیجا کہ جعفر کو قید میں رکھنا ضروری تھا۔ پر میں آپ کی خاطر اسے بھی چھوڑ رہا ہوں۔ اس طرح آپ جعفر کو ساتھ لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

امام عسکریؑ نے جو بڑے بڑے کام کیے ہیں، ہم ان پر حیران رہ جاتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کی اِمامت کا زمانہ صرف چھ سال ہے۔ پھر ان چھ میں سے بھی تین سال قید خانوں میں گزرے ہیں۔ ہر خلیفہ آپ کو قید خانے میں رکھنا ضروری سمجھتا تھا۔ اس پر بھی آپ نے وہ سبھی کچھ کر دکھایا، جو اس وقت ہونا چاہیے تھا۔

امام عسکریؑ کو قید میں رکھنے کی ایک وجہ تو یہی تھی کہ ہر خلیفہ آپ کو اپنی حکومت کے لیے ایک بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ پر آپ کو قید میں رکھنے کی اس سے بھی بڑی وجہ یہ تھی کہ امام مہدیؑ کو آپ کے گھر پیدا ہونا تھا۔ عبّاسی خلیفاؤں کو اس بات کا خُوب عِلم تھا کہ ہونے والے مہدیؑ ظلم اور ظالموں کو ختم کر دیں گے۔ اس لیے وہ برابر یہ کوشش کرتے تھے کہ امام مہدیؑ پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ اس واسطے وہ امام عسکریؑ کو قید کیے رکھتے تھے۔ اگر کبھی رہا کرتے تو آپ کے گھر کے اندر عورتوں کو اور گھر کے باہر مَردوں کو پہرے پر لگا دیتے تھے۔ تاکہ وہ امامؑ کے گھر میں کسی بچّے کے پیدا ہونے کی خبر خلیفہ کو دیں اور وہ اس کو مروا دے۔

پر خدا نے امام مہدیؑ کو پیدا کرنا تھا اور کر بھی دیا ــــ خلیفہ اور اس کے پہرے داروں کو اس کی خبر تک نہ لگی۔ جس طرح فرعون کے روکے موسیٰؑ کی پیدائش نہ رکی، اسی طرح عباسیوں کے روکے مہدیؑ کی پیدائش بھی رک نہ سکتی تھی۔ احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ امام عسکریؑ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے وہ بیٹا دیا، جو میرے بعد میری جگہ لینے والا ہے۔ اس کا نام وہی (محمدؑ) ہے جو حضرت رسولؐ

کا نام ہے۔

امام عسکریؑ کو سرکاری افسر اور عام لوگ بڑی عزّت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپ اپنے عِلم اور نیکی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ جیسا کہ خلیفہ مُعتمد کے وزیر عُبیداللہ بن خاقان کے بیٹے احمد نے کہا ہے: ایک دن میرے باپ کو بتایا گیا ــــ ابو محمد حسن عسکریؑ دروازے پر ہیں۔ میرے باپ نے جھٹ سے کہا: دیر نہ کرو اور ان کو اندر آنے دو۔ میں دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ دیکھوں وہ کیسے آدمی ہیں۔ تب میں نے ایک جوان کو اندر آتے دیکھا ــــ جس کا رنگ کھلتا ہوا، چہرہ رُعب دار اور بدن بڑا سجیلا تھا۔ جونہی میرے باپ نے اسے دیکھا، اُٹھ کے آگے بڑھا اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنے پاس لا بٹھایا۔ اس سے باتیں کرتے ہوئے میرا باپ بار بار کہتا: میں آپ پر قُربان ہو جاؤں! کبھی یہ کہتا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خلیفہ مُعتمد کا بھائی مُوَفق وہاں آ گیا۔ تب میرے باپ نے اس جوان کو عزّت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے باپ کے غلاموں اور دربانوں سے پُوچھا: یہ ابو محمدؑ کون ہیں کہ جن کا تم لوگ اتنا ادب اور لحاظ کر رہے تھے؟ انھوں

نے بتایا: یہ ایک علوی ہے اور اس کا نام ابن رضاؑ ہے! پر ان کے بتانے سے میں کچھ نہ سمجھ پایا۔ پھر رات کو جب میرا باپ خلیفہ کو دن بھر کے کام کی رپورٹ دینے کی تیاری کر رہا تھا، میں نے اس سے کہا: یہ ابو محمد کون ہیں کہ جن کی آپ اتنی عزّت کر رہے تھے؟ میرا باپ کہنے لگا: یہ سبھی مسلمانوں کے امام، ابو محمد حسن عسکریؑ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کہا: اگر یہ حکومت اور خلافت ہمارے خلیفہ مُعتمد کے ہاتھ سے نکل جائے تو پھر ابو محمدؑ کے سِوا کوئی بھی خلافت کے لائق نہیں —— بھلا کیوں؟ اِس لیے کہ یہ عِلم، نیکی اور بندگی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ میرے باپ نے ذرا رُک کر کہا: اے احمد! افسوس ہے کہ تم نے ان کے والد، امام ابُوالحسن علی نقی ہادیؑ کو نہیں دیکھا۔ اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو ان کو بھی ایک شریف اور عظیم آدمی پاتے۔ اس کے بعد میں سامرا میں خلیفہ کے دوسرے وزیروں، جرنیلوں اور امیروں سے بھی پوچھتا رہا۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ امام ابو محمد عسکریؑ عزّت اور شان میں سب سے بلند ہیں۔

اب آپ خلیفہ مُعتمد کے وزیر عُبَیدُاللہ خاقان کے بیٹے احمد کے اس بیان پر غور کریں۔ اس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ کیا دوست کیا دُشمن، سبھی امام عسکریؑ کی شان سے واقف تھے۔ جب خلیفہ کے وزیروں اور درباریوں کے دلوں میں آپ کی اس قدر عزّت تھی —— پھر عام مسلمانوں میں تو آپ کی عزّت اتنی رہی ہوگی کہ جس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔

امام عسکریؑ کے ایک خادم ابو حمزہ نصیر کہتے ہیں: میں نے کئی بار دیکھا کہ آپ تُرکی، رُومی اور ایرانی لوگوں سے انھی کی بولیوں میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اِس پر میں سوچتا تھا کہ امامؑ تو مدینہ میں پیدا ہوئے اور وہاں سے سامرا آ گئے ہیں۔ پھر یہ مُلکِ مُلک کی بولیاں آپ نے کہاں سے سیکھ لی ہیں۔ پر ہمارے لیے اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اس لیے کہ جس خدا نے امام عسکریؑ کو لوگوں کے لیے سچّا رہنما بنا کر بھیجا تھا، اس نے آپ کو جتنا چاہا عِلم بخش دیا اور امامؑ نے اس میں سے جتنا چاہا ظاہر کر دیا۔

حضرت رسولؐ کے اہلبیتؑ لوگوں کی عام ضرورتوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ وہ خدا کو خوش کرنے کے لیے غریب لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرتے رہتے تھے۔ امام عسکریؑ بھی اس کام میں بہت دھیان دیتے تھے۔ جیسے یوسف قصیر عباسی نے کہا: میں اپنے بڑے سے کُنبے اور اس

کے بھاری بھرکم خرچہ کے سامنے بے بس ہو گیا۔ تب میں نے عباسی حکومت کے امیروں وزیروں کو عرضی پرچے بھیجے۔ پھر ہر ایک کے پاس جاکر اپنا دکھڑا سنایا۔ پر وہ لوگ اپنے عہدوں اور مال خزانوں میں مست تھے۔ اس لیے ان میں سے کسی نے میرا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ اس کے بعد ایک دن میں امام عسکریؑ کے گھر جا نکلا۔ امامؑ نے بن مانگے ہی چار سو دینار کی ایک تھیلی بخش دی۔ آپ کی اس بخشش سے مجھے اتنی برکت حاصل ہوئی کہ میرا اچھا خاصا گزارا ہونے لگا۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں مشکل میں تھا اور شرم کے مارے امام عسکریؑ سے سوال نہ کر سکتا تھا۔ پر آپ نے خود ہی مجھے ایک سو دینار بھجوا دیے۔ محمد بن علی عباسی کا کہنا ہے: میں امام عسکریؑ کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور آپ کو اپنی ضرورت بتائی۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے اس کو دے دو۔ تب اس نے مجھے کچھ دینار دیے، میں نے ان کو گنا تو وہ سو دینار ہوتے۔

امام عسکریؑ نے شراب کے حرام ہونے میں فرمایا: خدا گواہ ہے کہ میں نے اپنے والد امام علی نقیؑ سے سنا کہ: شراب پینے والا ـــــ اس آدمی کی طرح

ہے، جو بتوں کو پوجتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی بت پوجنے والے انسان میں جو خرابیاں ہوتی ہیں، وہی خرابیاں شراب پینے والے میں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اگر ایک مسلمان شراب پینے لگ جائے تو پھر اس کا مسلمان ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

امام عسکریؑ نے شیعہ مسلمانوں کی ہدایت کے لیے ان کو یہ خط لکھا: میں تم کو خدا سے ڈرنے، نیک عمل کرنے اور سچ بولنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اچھا یا برا کوئی بھی ہو تم اس کی امانت ادا کرو، نماز پڑھتے ہوئے بڑی دیر تک سجدے میں پڑے رہو اور دوسروں کے لیے اچھے پڑوسی بنو۔ اس لیے کہ حضرت رسولؐ کو یہی حکم دے کر بھیجا گیا تھا۔ تم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نماز پڑھو، ان کے جنازے میں جاؤ، ان کے بیماروں کا حال پوچھو اور ان کا ہر حق ادا کرو۔ تم میں سے جو ان باتوں پر عمل کرے وہی شیعہ ہوگا ـــــ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو یاد رکھنا! میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا اور تمہیں سلام پہنچاتا ہوں۔

امام عسکریؑ کے اس خط میں اسی طرح کی اور باتیں بھی ہیں۔ یہاں ہم نے ان میں سے تھوڑی سی لکھی ہیں۔ آنے والے وقت میں جب آپ بڑی کتابیں پڑھیں گے تو ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ ہاں تو آپ کی یہ باتیں ہر زمانے

کے شیعہ مسلمانوں کے لیے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم بھی امامؑ کی اِس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں۔

امام عسکریؑ کو امیر غریب سبھی مسلمان عزّت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ادھر خلیفہ مُعتمد کو یہ بات اچھّی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ امامؑ قید میں ہوں یا آزاد ہوں۔ ان کی محبّت لوگوں کے دِلوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔ وہ امامؑ کی اس عزّت اور شان کو اپنے لیے ایک خطرہ سمجھتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اب امام عسکریؑ کو ختم کردینے کے سِوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ تب اس نے آپ کو زہر دلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے علاج کے لیے کئی حکیم بھی بھیج دیے۔ تاکہ اس کا یہ جُرم عام لوگوں پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ پھر وہ خود آپ کا حال پوچھنے کے لیے آپ کے پاس آیا۔ پر اس وقت تک زہر اپنا کام کر گیا تھا۔ جس سے ہمارے گیارھویں امامؑ ۸، ربیع الاول ۲۶۰ھ میں شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عُمر ۲۸ سال تھی۔ جونہی امامؑ کی شہادت کی خبر پھیلی، سامرار کے بازار بند ہو گئے اور لوگ آپ کے گھر میں جمع ہو گئے۔ بعد میں جب امام عسکریؑ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ہزاروں مسلمان روتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ اُدھر، خلیفہ مُعتمد، اس کے وزیر اور سرکاری افسر بھی

جنازے کے ساتھ ہو گئے۔ وہ اس لیے کہ کہیں عام لوگ ان کو امامؑ کا قاتل نہ کہنے لگیں۔

جس وقت نمازِ جنازہ پڑھی جانے لگی تو امام عسکریؑ کے بھائی جعفر آگے بڑھے۔ ٹھیک اسی وقت پانچ سال کا ایک لڑکا مُصلّے پر آیا اور جعفر کو ہٹا کر خُود نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ ہمارے بارھویں امام، محمد مہدیؑ تھے، جو نماز پڑھا کر دشمنوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر لوگوں نے امام عسکریؑ کو بھی وہیں دفن کر دیا، جہاں ان کے والد امام ہادیؑ کو دفن کیا گیا تھا۔ اب وہاں بڑا شاندار مزار بنا ہوا ہے، جس کی زیارت کے لیے ہزاروں مسلمان سامرار جاتے ہیں۔

امام عسکریؑ کے بہت سے شاگرد ہوئے ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک کے نام آپ کو بتا رہے ہیں:

۱۔ احمد بن اسحاق قمی: یہ امام عسکریؑ کے خاص دوستوں میں تھے۔ انہوں نے امام جوادؑ اور امام ہادیؑ کا زمانہ بھی پایا تھا۔

۲۔ ابو ہاشم داؤد بن قاسم: یہ امام رضاؑ سے امام عسکریؑ تک چار اماموں کے ساتھ رہے۔ انھوں نے ان کی طرف سے بہت سی حدیثیں بیان کی ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن جعفر حمیری قمی: یہ بہت بڑے عالم تھے،

ان کی کتاب ——'قربُ الاسناد' آج بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

۴ —محمد بن حسن صفار: یہ بڑے اُونچے درجے کے عالِم تھے' ان کی کتاب ——'بصَائِرُ الدَّرَجات' رہتی دنیا تک زندہ رہے گی۔

اپنے دیارِ غیر میں رہنے والے بچوں کے لیے یہ الیکٹرونک کاپی بنائی ہے - طالبِ دعا
سید نذر عباس
2009 07.28